۴۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی

۱۸۵۷ء میں بھارت میں انگریز حکومت کی بنیادیں ہلا دینے والی جنگِ آزادی برپا ہوئی۔ یہ جنگ اچانک ہی برپا نہیں ہوئی۔ اس سے قبل بھی بھارت میں انگریزوں کے خلاف کئی جنگیں ہوچکی تھیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کی وسعت اور اس کے پسِ پشت کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے سواتنتر ویر ساورکر نے جس کتاب میں اسے جنگِ آزادی کا نام دیا ہے اس کا نام '۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی' ہے۔ اس کتاب نے آگے چل کر کئی انقلابیوں کو انگریزوں کے خلاف جنگ کے لیے تحریک دی۔

۱۸۵۷ء سے قبل کی جنگیں : بھارت کے جن جن علاقوں میں انگریزوں کا اقتدار قائم ہوا، وہاں کے باشندوں کو انگریز حکومت کے برے نتائج بھگتنے پڑے۔ بھارتیوں کے سامنے یہ حقیقت آشکار ہوگئی کہ کمپنی کی حکومت کی وجہ سے ہر سطح پر ہمارا استحصال ہو رہا ہے اور اس حکومت کے خلاف بے اطمینانی بڑھتی گئی۔

کمپنی کی حکومت کے زمانے میں کسان اور عام لوگ کنگال ہوگئے۔ ایسے میں ۱۷۷۰ء میں صوبۂ بنگال میں زبردست قحط پڑا۔ انگریز عہدیداروں کی عوام سے بے توجہی اور بے مروّتی کا رویہ برقرار رہا۔ ۱۷۶۳ء سے ۱۸۵۷ء کے درمیان بنگال میں پہلے سنیاسیوں اور بعد میں فقیروں کی قیادت میں کسانوں نے جنگ کی۔ اس قسم کی جنگیں گجرات، راجستھان، مہاراشٹر اور جنوبی بھارت میں بھی ہوئیں۔

اُماجی نائک کی جنگ بھی اسی طرز کی تھی۔ اُماجی نے اپنے راموشی بھائیوں اور مقامی جوانوں کو متحد کرکے انگریزوں کے خلاف صف آرا کردیا۔ انھوں نے ایک اعلان نامہ جاری کیا جس میں عوام کو انگریزوں کے خلاف لڑنے اور انگریز حکومت کا تختہ پلٹنے کے لیے للکارا۔ پونہ، ستارا، احمدنگر، سولاپور، ناشک، بھور وغیرہ علاقوں میں انھوں نے اپنی دھاک جمادی۔ ۱۸۳۲ء میں کمپنی کی حکومت نے اُماجی نائک کو گرفتار کرلیا اور انھیں پونہ میں پھانسی دے دی گئی۔

اُماجی نائک

بھارت کے ادی واسیوں اور جنگلی قبائل نے بھی انگریز حکومت کو للکارا۔ ان قبائل کی گزر بسر جنگلاتی دولت پر ہوتی تھی۔ انگریزوں نے ان کے حق پر قانون کا شکنجہ کس دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چھوٹا ناگپور کے کولام، اوڈیشا کے گونڈ، بہار میں سنتھالیوں نے انگریزوں کے خلاف جنگیں کیں۔ مہاراشٹر کے بھیل، کولی اور راموشیوں نے انگریزوں کے خلاف جنگیں کیں۔ کولھاپور کے

کیا آپ جانتے ہیں؟

پائکوں کی بغاوت : اوڈیشا میں عہدِ وسطیٰ سے پائک طریقہ موجود ہے۔ وہاں کے مختلف آزاد راجاؤں کے جو (پیادہ) فوجی تھے انھیں 'پائک' کہا جاتا تھا۔ راجا نے ان پائکوں کو کاشت کرنے کے لیے مفت زمینیں دے رکھی تھیں۔ وہ اپنی زمین پر کاشتکاری کرکے گزر بسر کرتے تھے۔ اس کے بدلے میں جب جنگ کا موقع آتا تو یہ لوگ اپنے راجا کی طرف سے لڑائی میں حصہ لینے کے پابند تھے۔

انگریزوں نے ۱۸۰۳ء میں اوڈیشا فتح کرلیا۔ انگریزوں نے پائکوں سے وراثت میں چلی آرہی زمینیں واپس لے لیں۔ اس وجہ سے پائک سخت ناراض ہوگئے۔ انگریزوں کے لگائے ہوئے ٹیکس کی وجہ سے نمک کی قیمت بڑھ گئی جس سے عام لوگوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہوگیا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ۱۸۱۷ء میں پائکوں نے انگریزوں کے خلاف مسلح بغاوت کردی۔ اس کی قیادت بخشی جگن بندھو وِدّیادھرنے کی۔

اطراف میں گڈکریوں نے اورکوکن کے پھونڈ-ساونتوں نے انگریز حکومت کو للکارا۔ ۱۸۵۷ء سے قبل ملک کے مختلف حصوں میں بعض زمینداروں اور راجے مہاراجوں نے بھی جنگیں برپا کیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج میں کئی بھارتی سپاہی بھی تھے۔کمپنی ان سے امتیازی سلوک کرتی تھی۔ ان کی تنخواہ اور بھتے انگریز سپاہیوں کے مقابلے میں بہت کم تھے۔ ۱۸۰۶ء میں ویلور اور ۱۸۲۴ء میں براک پور کی جنگ بڑی زبردست تھی۔

مذکورہ تمام جنگیں مقامی اور انفرادی نوعیت کی تھیں۔ انگریزوں نے طاقت کے بل پر انھیں کچل دیا۔عوام کی بے اطمینانی کو دبا دیا گیا لیکن اسے ختم نہیں کیا جاسکا۔ بے اطمینانی کی یہ آگ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے روپ میں بھڑک اُٹھی۔ برطانوی کمپنی کی حکومت کے خلاف جگہ جگہ جنگیں برپا کی گئیں۔ ایسی حالت ہوگئی جیسے بارود کے ڈھیر پر چنگاری گر پڑے اور زبردست دھماکا ہوجائے۔ بھارت کے مختلف طبقات میں بڑھتی ہوئی بےاطمینانی نے بےمثال مسلح جنگ کی صورت اختیار کرلی۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اسباب : انگریزوں کی آمد سے قبل بھارت میں کئی حکومتیں تھیں۔ ان کے بدل جانے کے باوجود گاؤں کا نظام حسبِ سابق جاری رہتا تھا۔انگریزوں نے اس روایتی نظام کوتبدیل کرکے نیا نظام رائج کرنے کی کوشش کی۔ گاؤں کی بدلتی ہوئی نوعیت کو دیکھ کرعوام کے دلوں میں عدم تحفظ اورخانہ بربادی کا خوف پیدا ہوگیا تھا۔

معاشی اسباب : انگریزوں نے آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیےمحصول کا نیا طریقہ نافذ کیا۔ کسانوں سے زورزبردستی کرکے لگان وصول کیا جاتا تھا۔ اس کے نتیجے میں کاشتکاری کا نظام ابتر ہوگیا۔ انگلستان کے بازار کا مال بھارت میں بیچ کر معاشی فائدہ حاصل کرنا انگریزوں کی پالیسی تھی۔ انھوں نے یہاں کی صنعت وحرفت پرزبردست ٹیکس عائد کردیا۔ بھارت کی ترقی یافتہ دستکاری اور کپڑے کی صنعت کا دیوالیہ نکل گیا۔ بےشمار کاریگر بےروزگار ہوگئے۔ ان سب کے دلوں میں انگریزوں کی مخالفت کا جذبہ شدید ہوگیا۔

سماجی اسباب : بھارتیوں کوایسا محسوس ہونے لگا کہ انگریز ہمارے رسم و رواج، روایات اور عقائد میں مداخلت کررہے ہیں۔ اگرچہ رسم ستی پر پابندی اور بیواؤں کے لیے دوسری شادی کے حق کا قانون سماجی نقطۂ نظر سے مناسب تھا لیکن لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ وہ ہماری طرزِ زندگی میں دخل اندازی کررہے ہیں۔اس وجہ سے ان میں بےاطمینانی پیدا ہوگئی۔

سیاسی اسباب : ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے کئی دیسی ریاستوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ بعد میں ڈلہوزی نے مختلف عذر پیش کرکے کئی ریاستوں کوانگریز حکومت میں ضم کرلیا تھا۔ بدانتظامی کا الزام لگا کر اودھ کے نواب کو ان کے عہدے سے برطرف کردیا جبکہ ستارا، جھانسی اور ناگپور کی ریاستوں میں حکمرانوں کے لیے اولاد گود لینے کا جوحق تھا اسے نامنظور کرکے ان ریاستوں کا الحاق کرلیا۔ ڈلہوزی کی اس پالیسی کی وجہ سے ہندوستانیوں میں بےاطمینانی بڑھتی گئی۔

بھارتی فوجیوں میں بےاطمینانی : انگریز افسران بھارتی سپاہیوں کوحقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ان سپاہیوں کوصوبیدار سے بڑا عہدہ نہیں دیا جاتا تھا۔ سفید فام سپاہیوں کی بہ نسبت انھیں کم تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ انھیں ابتدا میں جو بھتا ملتا تھا اسے انگریزوں نے آہستہ آہستہ کم کردیا۔ ان تمام وجوہات کی بدولت بھارتی سپاہیوں میں بےاطمینانی بڑھتی گئی۔

فوری اسباب : ۱۸۵۶ء میں انگریزوں نے بھارتی سپاہیوں کو دورتک مار کرنے والی اینفیلڈ بندوقیں دیں۔ ان میں استعمال کیے جانے والے کارتوسوں کے اوپری خول کو دانتوں سے توڑنا پڑتا تھا۔فوجیوں میں یہ بات پھیل گئی کہ خول پر گائے اور خنزیر کی چربی لگی ہوتی ہے۔ اس بات سے ہندو اور مسلمان فوجیوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچی اور ان میں بےاطمینانی پیدا ہوگئی۔

شعلہ بھڑک اُٹھا : جن سپاہیوں نے چربی لگے ہوئے

کارتوس استعمال کرنے سے انکار کیا ان پر ڈسپلن (قانون) شکنی کی کارروائی کی گئی اور انھیں سخت سزائیں دی گئیں۔ براک پور کی چھاؤنی میں منگل پانڈے نے انگریز افسروں کے نامنصفانہ رویے کی مخالفت کے جذبے سے انگریز افسر پر گولی چلا دی۔ منگل پانڈے کو گرفتار کرکے پھانسی دے دی گئی۔ یہ خبر چاروں طرف جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ میرٹھ فوجی چھاؤنی کے بھارتی سپاہیوں کی پوری پلٹن نے بغاوت کردی۔ سپاہیوں نے دلّی کی طرف کوچ کیا۔ راستے میں ہزاروں عام شہری جوش وخروش کے ساتھ ان میں شامل ہوگئے۔ ۱۲؍مئی ۱۸۵۷ء کو سپاہیوں نے دلّی پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفؔر کو جنگ کی قیادت سونپ دی۔ بھارت کے بادشاہ کی حیثیت سے ان کے نام کا اعلان کردیا۔

منگل پانڈے

جنگ کا پھیلنا : دلّی پر قابض ہوتے ہی سپاہیوں کی خوداعتمادی بڑھ گئی۔ بھارت کے دیگر مقامات کے سپاہیوں کو اس سے تحریک ملی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جنگ کی یہ لہر پورے شمالی بھارت میں پھیل گئی۔ بہار سے لے کر راجپوتانہ تک انگریز چھاؤنیوں میں بھارتی سپاہیوں نے احتجاج کا پرچم بلند کردیا۔ لکھنؤ، الہٰ آباد، کانپور، بنارس، بریلی، جھانسی میں بھی احتجاج شروع ہوگیا۔ آگے چل کر یہ لہر جنوبی بھارت میں بھی پھیل گئی۔ ناگپور، ستارا، کولھاپور، نرگند کے مقامات پر بھی بغاوت ہوئی۔ ستارا کے چھترپتی کے وارث شاہ جی پرتاپ سنگھ اور وزیر رنگو باپوجی، کولھاپور کے چما صاحب، نرگند کے بابا صاحب بھاوے، ضلع احمد نگر کے سنگم نیر سے قریب کے بھاگوجی نائک وغیرہ اس جنگ میں پیش پیش تھے۔ ضلع ناشک کے پیٹھ، سرگانا کی رانی جیسی خواتین بھی شامل ہوگئیں۔ ۱۸۵۷ء میں خاندیش میں کجار سنگھ کی قیادت میں بھیلوں نے بغاوت کی اور ست پڑا کے اطراف میں شنکر شاہ نے جنگ کی قیادت کی۔ خاندیش کی جنگ میں تقریباً ۴۰۰؍بھیل عورتیں شریک ہوئی تھیں۔

جنگ کی قیادت : اٹھارھویں صدی میں مغلیہ سلطنت کے کمزور ہوتے ہی نادرشاہ، ابدالی جیسے غیر ملکیوں نے بھارت پر حملے شروع کردیے۔ مغلیہ سلطنت ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اس خیال کے تحت مراٹھوں نے غیر ملکی حملہ آوروں سے بھارت کی حفاظت کی ذمے داری اپنے سر لی۔ اسی جذبے کے ساتھ مراٹھا ابدالی کے خلاف پانی پت کے مقام پر لڑے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں کمزور مغلیہ سلطنت کے فرمانروا بہادر شاہ انگریزوں کے خلاف لڑنے میں ناکام ہیں، اس خیال کے پیش نظر بہادر شاہ کی قیادت کو قبول کرتے ہوئے نانا صاحب پیشوا، جھانسی کی رانی لکشمی بائی، تاتیا ٹوپے نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی باگ ڈور سنبھالی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس جنگِ آزادی میں ہندو مسلم سبھی متحد دِکھائی دیتے ہیں۔ مولوی احمد اللہ، کنور سنگھ، مغل سپہ سالار بخت خان، بیگم حضرت محل نے مختلف مقامات پر جنگوں کی قیادت کی۔ دلّی، کانپور، لکھنؤ، جھانسی اور مغربی بہار کی جنگوں میں خاص طور پر شدت تھی۔

نانا صاحب پیشوا

تاتیا صاحب ٹوپے

رانی لکشمی بائی

بیگم حضرت محل

کنور سنگھ

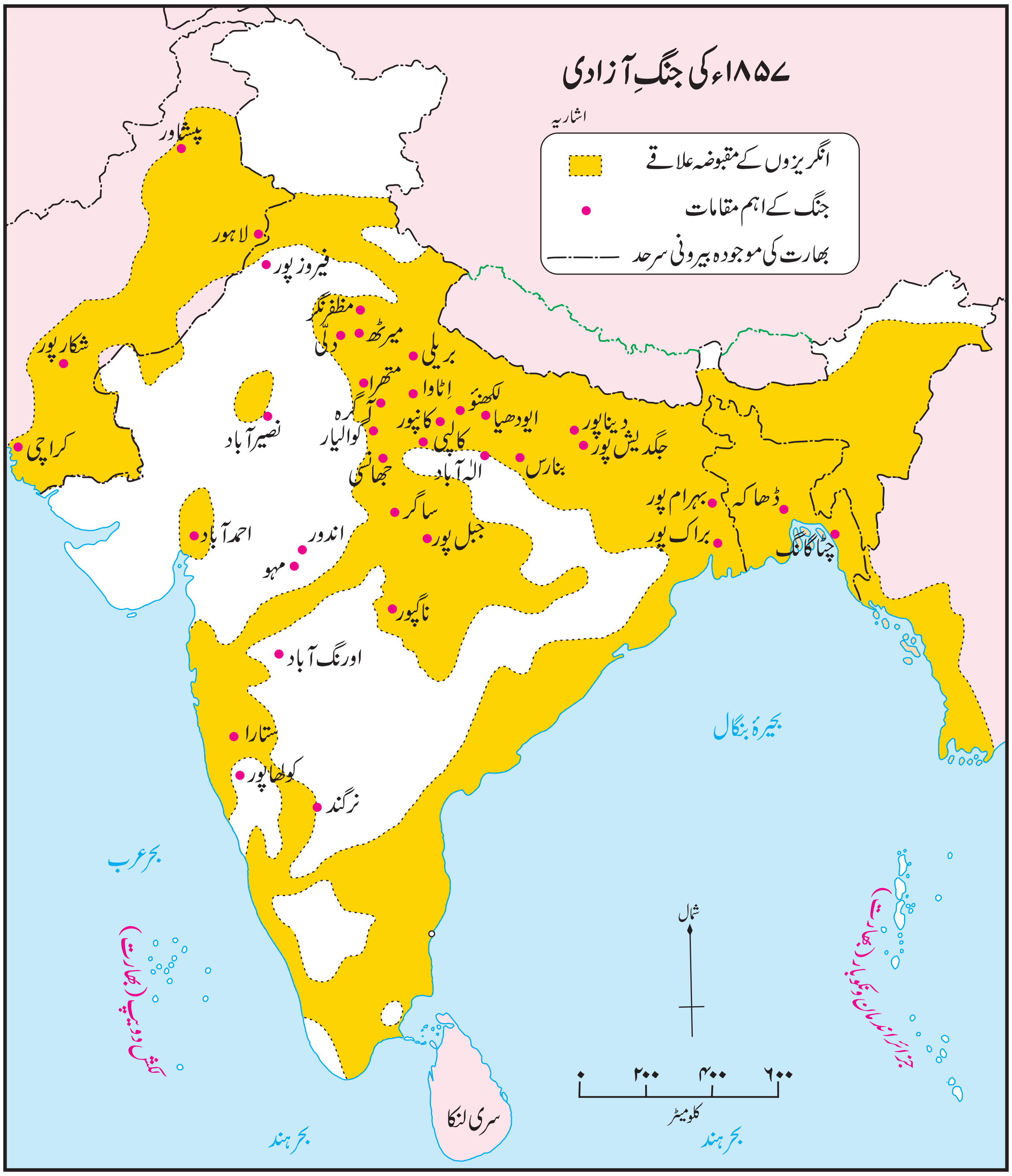

جنگ کا خاتمہ : بھارتیوں نے انگریزوں سے جان کی پروا کیے بغیر جنگ کی۔ اس میں فوجی، زمیندار، راجے مہاراجے، سپہ سالار اور عوام سبھی شامل تھے۔ بھارتی سپاہیوں کے طے شدہ وقت سے پہلے ہی جنگ شروع ہوگئی تھی۔ شروع میں بھارتی فوجیوں کو کامیابی ملی لیکن انگریز حکومت کے فوجیوں کی تعداد اور انتظامی صلاحیت بھرپور تھی۔ انگریزوں نے دامے درمے قدمے سخنے کی حکمت عملی کے ذریعے جنگ کا خاتمہ کیا۔ اس حملے سے انگریز حکومت جلد ہی سنبھل گئی اور اگلے چھ مہینے میں ان سارے مقامات کو دوبارہ حاصل کرلیا جن کا قبضہ گنوا دیا تھا۔ رانی لکشمی بائی، کنور سنگھ اور مولوی احمد اللہ مارے گئے۔ بہادر شاہ کو رنگون کی جیل میں قید کردیا گیا۔ نانا صاحب اور بیگم حضرت محل

مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر

نے نیپال میں پناہ لی۔ تاتیا ٹوپے تقریباً دس مہینے انگریزوں سے لڑتے رہے لیکن غداروں کی وجہ سے وہ گرفتار ہوگئے۔ انگریزوں نے انھیں پھانسی پر چڑھا دیا۔ اس طرح ۱۸۵۸ء کے اختتام تک انگریزوں نے اس جنگ کو بڑی سختی کے ساتھ کچل دیا۔

اگرچہ جنگِ آزادی کی ابتدا بھارتی فوجیوں کی بے اطمینانی سے ہوئی تھی لیکن بعد میں کسان، کاریگر، عوام، ادی واسی انگریزوں کے خلاف متحد ہوگئے۔ انگریزوں کے مظالم سے آزاد ہونے کے لیے ہندوستانی عوام کی یہ مسلح جنگ تھی۔ اس جنگ میں ہندو، مسلمان، مختلف ذاتوں اور قبائل کے افراد اپنی پوری طاقت سے شامل ہوئے۔ سب کا مشترکہ مقصد انگریزوں کا بھارت سے صفایا کرنا تھا۔ اس جنگ کا اہم سبب آزادی کی تحریک تھی اس لیے اسے قومی واقعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

جنگ کی ناکامی کے اسباب : ۱۸۵۷ء کی جنگ درج ذیل اسباب کی بنا پر ناکام ہوئی۔

- **جنگ پورے بھارت میں نہیں ہوئی** : یہ جنگ پورے بھارت میں بیک وقت نہیں ہوئی۔ شمالی بھارت میں جنگ کی شدت زیادہ تھی۔ شمال میں بھی راجپوتانا، پنجاب، بنگال کا کچھ حصہ، شمال مشرقی بھارت کے علاقے اس جنگ سے دور رہے۔
- **متفقہ قیادت کا فقدان** : جنگ میں انگریزوں کے خلاف ملکی سطح پر متفقہ قیادت کا فقدان تھا یعنی کوئی مرکزی قائد نہیں تھا۔ اس وجہ سے انگریزوں کے خلاف مکمل طور پر متحد نہیں ہوسکے۔
- **راجوں مہاراجوں کی پشت پناہی کا فقدان** : انگریز حکومت سے جس طرح عوام پریشان تھے اسی طرح دیسی حکمران بھی پریشان تھے۔ ان میں سے کچھ کو چھوڑ کر باقی سب انگریزوں کے وفادار رہے۔
- **فوجی صلاحیت کا فقدان** : ہندوستانی فوجی بہادر تھے لیکن بروقت مناسب حکمت عملی اختیار کرنے میں ناکام رہے۔ دلّی کو فتح کرنے کے بعد اس پر قبضہ برقرار نہ رکھ پائے۔ اس کے علاوہ سپاہیوں کے پاس ہتھیار بھی کافی نہیں تھے۔ انگریزوں کے پاس دولت کی فراوانی، تجربہ کار فوجی، جدید اسلحہ اور منظّم فوج تھی۔ مواصلاتی نظام ان کے قبضے میں تھا اس لیے ان کی نقل و حرکت تیزی سے ہوتی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر ہندوستانی سپاہی ان کے سامنے ٹک نہ سکے۔ جنگیں صرف طاقت سے نہیں بلکہ فوجی حکمت عملی سے جیتی جاتی ہیں۔
- **بین الاقوامی حالات انگریزوں کے موافق** : انگریزوں کی روس سے جاری کریمین جنگ اسی وقت ختم ہوئی تھی۔ اس میں انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ دنیا کے کئی ملکوں سے ان کے تجارتی تعلقات تھے۔ انگریزوں کا بحری بیڑہ طاقتور تھا۔ بھارتی سپاہیوں کی حالت اس کے بالکل برعکس تھی۔

جنگِ آزادی کے اثرات

ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کا خاتمہ : کمپنی کے اقتدار کی وجہ سے بھارتیوں میں بے اطمینانی بڑھتی گئی اور اسی وجہ سے انگریز حکومت کو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ انگلستان کی ملکہ کو اس بات کا احساس ہوا۔ انھیں یقین ہوگیا کہ بھارت کا اقتدار اب کمپنی کے ہاتھ میں محفوظ نہیں ہے، اس لیے برطانوی پارلیمنٹ نے ۱۸۵۸ء میں ایک قانون بنا کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کو ختم کردیا۔ گورنر جنرل کا عہدہ ختم کرکے وائسرائے کا عہدہ وجود میں آیا۔ لارڈ کیننگ آخری گورنر جنرل اور پہلا وائسرائے قرار دیا گیا۔ بھارت سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے انگلستان کی حکومت میں وزیرِ بھارت کا عہدہ تشکیل دیا گیا۔

ملکہ کا اعلان نامہ : انگلستان کی ملکہ وکٹوریہ نے بھارتیوں کو مخاطب کرکے ایک اعلان نامہ جاری کیا۔ اس اعلان نامے میں یقین دلایا گیا کہ تمام بھارتی ہماری رعایا ہیں۔ ذات، برادری، رنگ و نسل، مذہب یا جائے پیدائش کی بنیاد پر رعایا میں امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ سرکاری ملازمتیں قابلیت کی بنیاد پر دی جائیں گی۔ مذہبی معاملات میں کسی بھی قسم کی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ دیسی ریاستوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں پر عمل کیا جائے گا۔ کسی بھی بھارتی ریاست کا کسی بھی سبب سے الحاق

نہیں کیا جائے گا۔

بھارتی فوج کی تنظیمِ نو : فوج میں انگریز سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا۔ اہم مقامات پر انگریز افسران کی تقرری کی گئی۔ توپ خانہ مکمل طور پر انگریز افسران کے قبضے میں دے دیا گیا۔ سپاہیوں کی پلٹن ذات پات کی بنیاد پر تیار کی گئی۔ اس بات کا خیال رکھا گیا کہ آئندہ بھارتی سپاہی متحد ہوکر انگریز حکومت کے خلاف جنگ نہ کرسکیں۔

پالیسی میں تبدیلی : انگریزوں نے بھارتیوں کے سماجی اور مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ اسی کے ساتھ اس بات کی کوشش کی گئی کہ بھارتیوں میں سماجی اتحاد قائم نہ ہونے پائے۔ ان میں ذات، مذہب، رنگ و نسل اور علاقے کی بنیاد پر ہمیشہ تصادم جاری رہے اور ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے رنجش ہو۔ انگریز حکومت کی پالیسی تھی 'پھوٹ ڈالو، حکومت کرو'۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی وجہ سے بھارتیوں کو محسوس ہوا کہ انگریز حکومت کی مخالفت منظّم طریقے سے کرنا چاہیے۔ اس جنگ نے بھارت کی تحریکِ آزادی میں نئی روح پھونک دی۔

مشق

(۱) صحیح متبادل کا انتخاب کرکے بیانات کو دوبارہ لکھیے۔

(اُماجی نائک، جنگِ آزادی، لارڈ ڈلہوزی، وزیرِ بھارت، تاتیا ٹوپے)

۱۔ سواتنتر ویر ساورکر نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کو .... نام دیا تھا۔

۲۔ راموشی برادری کو منظّم کرکے .... نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کردی۔

۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد بھارت سے متعلق امور کی انجام دہی کے لیے انگلستان کی حکومت میں .... کا عہدہ تشکیل دیا گیا۔

۴۔ بھارت کی دیسی ریاستوں کا الحاق گورنر جنرل .... نے کیا۔

(۲) درج ذیل بیانات وجوہات کے ساتھ واضح کیجیے۔

۱۔ پائکوں نے انگریزوں کے خلاف مسلح جنگ کی۔

۲۔ ہندو اور مسلمان سپاہیوں میں بے اطمینانی پیدا ہوگئی۔

۳۔ بھارتی سپاہی انگریز فوج کے سامنے ٹک نہ سکے۔

۴۔ جنگِ آزادی کے بعد بھارتی فوج میں سپاہیوں کی پلٹن ذات پات کی بنیاد پر تیار کی گئی۔

۵۔ انگریزوں نے بھارتی صنعت و حرفت پر زبردست ٹیکس عائد کیا۔

(۳) درج ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے پسِ پشت کون سے سماجی اسباب تھے؟

۲۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بھارتی کیوں ناکام ہوگئے؟

۳۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے اثرات لکھیے۔

۴۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی میں کون سی تبدیلیاں کیں؟

سرگرمی

۱۔ سواتنتر ویر ساورکر کی کتاب '۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی' حاصل کیجیے اور پڑھیے۔

۲۔ بھارت کے نقشے کے خاکے میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے مقامات دِکھائیے۔

A2RU9G